قرآن کریم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ

استاذ عبدالرزاق نوفل
ترجمہ احمد احسن علی خان ندوی

جب بھی اعمال صالحہ کی ترویج و اشاعت کا کام شروع کیا جاتا ہے تو وہ لوگ جو نفسانی خواہشات کا شکار، حب دنیا میں گرفتار، فسق و فجور کے علمبردار ہوتے ہیں، وہ اس کی مخالفت کرتے اور اس کی راہ کا روڑا بنتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ معجزات عطا فرما کر اپنے انبیاء کی مدد فرماتا ہے جن کو دیکھ کر لوگوں کو ان کی نبوت و رسالت میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا۔

انبیاء کرام کی بعثت باسعادت اس وقت ہوتی ہے جب لوگ راہِ راست سے ہٹ کر اپنی بدکاریوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے ضلالت و گمراہی میں مبتلا ہوتے ہیں، اور جب انبیائے کرام مبعوث کیے جاتے ہیں تو یہی لوگ ان کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور ان کی تکذیب کرتے ہیں۔

"ہم لے چکے ہیں بنی اسرائیل سے عہد و پیمان اور ہم نے بھیجے ان کی جانب بہت سے پیغمبر، جب کبھی ان کے پاس رسول ایسے احکام لائے، جن کو ان کے دل نہ چاہتے تھے تو کتنوں کو جھٹلایا اور کتنوں کو قتل کرنے لگے۔" (المائدہ : ۷۰)

"افسوس ایسے بندوں کے حال پر کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انھوں نے ہنسی نہیں اڑائی ہو۔" (یٰسین : ۳۰)

معجزات کا ایسی چیزوں سے متعلق ہونا ضروری ہے جنھیں لوگ جانتے اور ان سے باخبر

اور آگاہ ہوں، اور یہ ان کے لیے ممکن ہو کہ وہ انھیں اپنی بحث کا موضوع بنا سکیں، اور ان سے مطمئن و قانع ہو سکیں۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو لوگ معجزات کو جنون و جادو تصور کریں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو کا عام رواج تھا، اور لوگوں نے اس میں کافی مہارت بھی پیدا کر لی تھی۔ ان کی عیش و عشرت کی محفلوں، فرحت و انبساط کی مجلسوں، میلوں، ٹھیلوں میں سحری کرشمے دکھلائے جاتے تھے جنھیں دیکھ کر عقلیں دنگ رہ جاتیں اور انسان سراپا حیرت و استعجاب میں ڈوب جاتا۔

ان کے نزدیک سب سے مشہور طلسم وہ رسیاں تھیں جو زمین پر گرتے ہی سانپوں، اژدہوں کا قالب اختیار کر لیتی تھیں، اسی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کے معجزوں میں سب سے مشہور معجزہ وہ عصا ہے جس کو انھوں نے جادوگروں سے مقابلہ کے وقت زمین پر ڈالا تو اس نے ایک عظیم اژدہے کا قالب اختیار کر لیا، اور ان کی ان تمام رسیوں کو نگل گیا جو سانپوں کی شکل میں تھیں۔ انھوں نے اس طلسم کو ختم کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ یہ دیکھ کر تمام جادوگر سجدہ ریز ہو گئے اور موسیٰ علیہ السلام کے پروردگار "رب العالمین" پر ایمان لے آئے۔

"موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ جو کچھ تم کو ڈالنا ہو (میدان میں) ڈالو، سو انھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بے شک ہم ہی غالب آویں گے، پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا۔ سو ڈالنے کے ساتھ ہی (اژدہا بن کر) ان کے تمام تر بنے بنائے دھندے کو نگلنا شروع کر دیا۔ سو یہ (دیکھ کر)، جادوگر (ایسے متاثر ہوئے کہ) سب سجدے میں گر پڑے اور (پکار پکار) کر کہنے لگے کہ ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون کا بھی رب ہے۔" (الشعراء: ۴۳، ۴۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ طبی ترقی و عروج کا زمانہ تھا۔ اطبا نے امراض کی تشخیص و علاج میں کافی ترقی و مہارت پیدا کر لی تھی، اور ان امراض کا علاج دریافت کر لیا تھا جن کا

علاج اس سے قبل ممکن ہی نہ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے معجزہ کے ذریعہ کوڑھ کے مریض کو اچھا کر دیا کرتے تھے، اس حد تک ان کے طب نے ترقی نہ کی تھی اور اس سے بھی بڑھ کر انھوں نے مردہ کو زندہ کرنے اور مٹی سے پرندہ پیدا کرنے کا ایسا معجزہ پیش کیا جسے پیش کرنے سے دنیا آج تک قاصر ہے۔

"جب کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ بن مریم میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے۔ جب کہ میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی۔ تم آدمیوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی، اور جب کہ میں نے تم کو کتابیں اور حکمت، اور توریت اور انجیل کی تعلیم دی، اور جب کہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے اور پھر اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا، اور تم مادر زاد اندھے کو اچھا کر دیتے تھے، اور برص کے بیمار کو اچھا کر دیتے تھے میرے حکم سے، اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل و ہلاک سے) باز رکھا، جب تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے پھر ان میں جو کافر تھے انھوں نے کہا تھا کہ یہ کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔" (المائدہ: ۱۱۰)

اسی طرح پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے ایسے ہیں جنھوں نے آپؐ کی قوم کو مشہور و معروف کر دیا ہے۔ آپؐ کے معجزے دوسرے انبیاء کرام کے معجزوں سے مختلف ہیں۔ ان کے معجزے وقتی ہوتے تھے جن کو لوگ فی الوقت دیکھتے تھے اور پھر راوی بیان و نقل کرتے تھے۔ لیکن پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے تقدیر خداوندی کے تحت تا ابد باقی و ساری رہیں گے۔ وہ آج بھی ہمارے پاس ہیں جس طرح ہمارے اسلاف کے پاس تھے اور ہمارے اخلاف کے پاس رہیں گے۔

وہ ایسے معجزے ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بنا، اور اسی پروردگار کو جانے بغیر جس نے "رحمۃ اللعالمین" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آگاہ و خبردار ہونا محال ہے۔

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے جوانی کے گناہوں و لغزشوں سے محفوظ رکھا اور ہر طرح ان کی نگہداشت و نگرانی کی، وہ اپنے فارغ اوقات دنیا، آسمان، صحرا، ستارے، چاند و سورج میں غور و خوض میں گزارتے تھے۔

آپؐ ہر سال ماہ رمضان کو غار حرا میں زندگی کے جھمیلوں اور مشاغل سے کٹ کر بسر کرتے تھے، اور وہاں آپؐ کا تعلق صرف ان افکار و خیالات سے ہوتا جو آسمان و زمین کو محیط ہوتے۔ آپؐ کائنات کا مطالعہ کرتے۔ آسمانوں، ستاروں، چاند و سورج کے بارے میں سوچتے، رات و دن کا جائزہ لیتے جو ایک دقیق نظام اور ایک مخصوص رفتار سے محو سفر ہیں۔ وہ سوچتے کیا یہ کائنات یونہی عدم سے وجود میں آگئی؟ اور بلا واسطہ پیدا ہوگئی؟

اس زندگی کا کیا مقصد ہے؟ یہ پھل جو مختلف اوصاف و رنگوں پر مشتمل ہیں جن کا مقصد ضروریات کو پورا کرنا اور اغراض و مقاصد کی تکمیل کرنا ہے، ایک مٹی سے پیدا کیے گئے اور ایک پانی سے سیراب کیے گئے ہیں۔ ان کو کسی خالق نے وجود بخشا ہے یا یہ بلا کسی خالق کے وجود میں آگئے ہیں؟

یہ انسان، کس نے اسے پیدا کیا، اور کس نے اسے علم و فکر سے آراستہ کیا؟ کس نے اسے آنکھیں، زبان، ہونٹ اور تمام اعضاء عطا کیے؟ کون اس کو موت دیتا ہے؟ موت و حیات کی کیا حکمت ہے؟

آپؐ یہ سب سوچتے اور کف افسوس ملتے اور کہتے "ہائے ناواقفیت و جہالت"۔ کیا لوگ لات و عزیٰ، ہبل و منات کی پرستش کرتے رہیں گے؟ کیا وہ ان معبودوں کی عبادت

بندگی کرتے رہیں گے جن کو انھوں نے تراشا ہے؟
یہ خدا اور معبود کیا کر سکتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب سوچتے رہے اور ان کی غور و فکر کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا گیا۔ وہ عبادت و ریاضت کرتے، اپنے اطراف کا جائزہ لیتے اور سوچتے کہ کسی خالق و معبود کا وجود ناگزیر و لابدی ہے۔ آپؐ کی یہی کیفیت ایک عرصہ تک رہی، اس کے بعد آپ سچے خواب دیکھنے لگے جن کی تعبیر صحیح اور ہو بہو نکل آتی تھی۔

ماہ رمضان ۶۱۰ء میں آپ پر وحی اس طرح نازل ہوئی کہ ایک فرشتہ ہاتھ میں ایک صحیفہ لیے حاضر ہوا، اور آپؐ سے کہا پڑھیے، آپؐ نے جواب دیا کیا پڑھوں؟ تین مرتبہ یہی تکرار ہوئی۔ پھر اس فرشتہ نے آپؐ کو لپٹا لیا، آپؐ کو ایسا محسوس ہوا کہ گویا سانس رک رہی ہے، گلا گھٹ رہا ہے۔ اس نے یہ عمل تین مرتبہ کیا۔ پھر فرشتہ نے کہنا شروع کیا:

"اے پیغمبر آپ پر جو قرآن (نازل ہوا کرے گا) اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجیے جس نے مخلوقات کو پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ آپ قرآن پڑھا کیجیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے تعلیم دی اور انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا۔"

(العلق - ۱ - ۶)

یہ قرآن کی ابتدائی آیتیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان "معجزہ" جو عرب کی اس زبان میں نازل ہوئیں جو فصاحت و بلاغت اور ارتقاء و عروج کے اعلیٰ معیار کو پہنچ گئی تھی۔ ادب و شعر میں ترقی کی وجہ سے مجلسیں و محفلیں منعقد ہوتیں اور بازار بھرتے تھے۔ یہ آیتیں ایسی تھیں جنھیں نہ تو نثر کہا جا سکتا تھا اور نہ ہی نظم، نہ سجع کہا جا سکتا تھا اور نہ ہی "خطابت"۔

اس کے بعد پے در پے آیات قرآنی کا نزول زمانہ کی ضروریات، وقت کے تقاضے

اور انسانیت کے لیے تشریعی امور کی حاجت کے مطابق ہونے لگا اور نزول قرآن کا یہ سلسلہ تئیس سال کی مدت میں ختم ہوا۔ قرآن کا ثلث حصہ تو مکہ میں اور ربع حصہ مدینہ میں نازل ہوا اس کی آخری آیت یہ ہے :

"آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا۔ (المائدہ ۳)

قرآن کی کل سورتوں کی تعداد ۱۱۴، کل آیتوں کی تعداد ۶۲۳۶ ہے۔ اس میں اب تک نہ تو ایک آیت میں تحریف، نہ ایک حرف کی تخفیف اور نہ ہی ایک لفظ کی تزدید ہوئی ہے۔ وہ ایک خزانہ کی طرح چودہ سو سال تک رہا اور تا ابد رہے گا۔ جس نے طالب علم، طالب حکمت اور طالب فن اور وہ تمام جو اس سے استفادہ کرنا چاہیں گے مستفیض ہوتے رہیں گے۔

جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی "قرآن" کتاب وحی کے تحریر کردہ مختلف صحیفوں اور حفاظ کے قلوب میں محفوظ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان صحیفوں کو جمع کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ حضرت عثمانؓ نے اس کو ایک مصحف کی شکل دے دی۔ یہ وہی مصحف ہے جس کو ہم اور آپ آج پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم ایک معجزہ ہے۔"

جتنا بھی زمانہ گزرتا جاتا ہے اس کے رموز و نکات ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ وہ فصاحت و بلاغت کے اس اعلیٰ معیار پر ہے جس کی مثال نہ تو عرب کے اسلوب میں ہے اور نہ ہی ان کی زبان اس اعلیٰ معیار کو پہنچ سکتی ہے۔

اس کا اسلوب بیان نادر اور مقاطع و مفاصل اچھوتے ہیں۔ وہ عرب جو فصاحتُ بلاغت کے امام تھے ان کی عقلیں بھی اسے دیکھ کر دنگ رہ گئیں۔

قرآن کریم نے بہت سی خبروں و واقعات کی اطلاع دی جو صحیح نکلیں۔ اس نے گذشتہ صدیوں میں ہلاک شدہ امتوں اور ان واقعات و حوادثات کے متعلق بھی بتلایا جن کا تاریخ میں ذکر نہ تھا۔ اس نے عصر حاضر کے متعلق بھی بہت سے انکشافات کیے جو

یحیح و درست ثابت ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

یہ بھی اس کا اعجاز ہے کہ اس کا پڑھنے والا اکتاتا نہیں، اور سننے والا گھبراتا نہیں۔ بلکہ تکرار محبت میں اضافہ کا سبب ہوتی ہے اور اپنے یاد کرنے والے کے لیے بہت ہی سہل و آسان ہے۔ خداوند قدوس نے اس کو حفظ کرنے والے کے لیے بہت ہی سہل کر دیا ہے۔ قرآن کے پڑھنے اور سننے والے پر جو خوف و دہشت طاری ہوتی ہے وہ اس بات پر بین دلیل ہے کہ وہ خداوند قدوس کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

قرآن دنیاوی و اخروی دونوں اصولوں پر مشتمل ہے۔ اس میں دینی تشریعات اور اخروی مقدمات ہیں۔ اس میں ایسے علوم بھی ہیں جن کے معنی اب تک مخفی ہیں جن میں سے بعض کے معنی علم حدیث نے ظاہر کیے ہیں اور بعض اب تک پردۂ اخفا میں ہیں۔ قرآن میں زندگی و صحت کے اصول کے ساتھ وراثت، معاش، زراعت، ہندسہ (فن تعمیر و انجینئرنگ) ماوراء الطبیعیہ اور انسانی آداب کے اصول ہیں۔

اب ہم قرآن کے بارے میں بعض مغربی علما کی رائے پر اکتفا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر موریس انغرنس لکھتے ہیں:

"قرآن وہ افضل ترین کتاب ہے جس کو خداوند قدوس نے انسانوں کے لیے نازل کیا ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔"

ڈاکٹر ہنری دی کاستری کہتا ہے:

"قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو افکار و خیالات پر چھا جاتی ہے اور دل کی گہرائیوں میں اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی رسالت پر دلیل بنا کر نازل کی گئی ہے۔"

الکیس لوازدن کہتا ہے:

"محمدؐ نے دنیا کے لیے ایک ایسی کتاب چھوڑی ہے جو فصاحت و بلاغت کی

نشانی اور اعلیٰ اخلاق کا مجموعہ ہے۔ وہ ایک مقدس کتاب ہے۔ موجودہ علمی مسائل میں کوئی بھی مسئلہ، اور جدید انکشافات میں کوئی انکشاف ایسا نہیں جو اسلامی تعلیمات سے ٹکرائے۔ قرآنی تعلیمات اور فطری قوانین میں کامل اتحاد ہے۔"

جوتہ کہتا ہے:

"قرآن کی تمام تعلیمات عملی اور فکری ضرورتوں کے مطابق ہیں۔"

کیون کہتا ہے:

قرآن اس عظمت و مجد کے ساتھ آج بھی دنیا میں موجود ہے جس طرح آج سے تیرہ سو سال قبل تھا۔ اس میں کسی بھی کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔ اس میں بعض رموز و نکات بھی ہیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان کا ظہور اگلے زمانہ میں ہوگا۔"

جیمس متشرز اپنے مقالہ میں لکھتا ہے:

شاید قرآن ان چند کتابوں میں ہے جو انتہائی پابندی و تاکید کے ساتھ دنیا میں خوب خوب پڑھی جاتی ہیں۔ وہ شخص جو اس پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے اس کا یاد کرنا انتہائی سہل و آسان ہے۔ وہ ایک ایسی کتاب ہے جو روزمرہ کی زندگی پر بہت اثر انداز ہوتی ہے۔ زمانہ قدیم کی طرح وہ زیادہ طویل نہیں۔ اس کا اسلوب بیان دل کش و شیریں ہے اور وہ نثر کے بالمقابل شعر سے زیادہ قریب ہے۔ یہ اس کے امتیاز میں سے ہے کہ جب اس کو سنا جاتا ہے تو دل خوف زدہ ہوتا اور ایمان میں نمو و زیادتی ہوتی ہے۔" . . . . . پھر کہتا ہے:

"یہ بات بھی غور طلب ہے کہ قرآن اپنی ان تعلیمات پر زیادہ زور دیتا ہے جن کا تعلق لوگوں کے معاملات سے ہے۔ یہ ایک خدا کی عبادت اور عملی تعلیمات میں ایک تعلق ہے۔ قرآن کو تنہا ایک ایسی کتاب بنایا گیا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر

لوگ اخروی سعادت حاصل کرسکتے ہیں۔"

یہ ہے قرآن کریم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے:

"اگر تم کچھ خلجان میں ہو اس کتاب کی نسبت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنے بندۂ خاص پر تو، اچھا پھر تم بنا لاؤ ایک محدود ٹکڑا جو اس کا ہم پلہ ہو اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو جو خدا سے الگ تجویز کر رکھے ہیں، اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر تم یہ کام نہ کر سکے، اور قیامت تک بھی نہ کر سکو گے تو پھر ذرا بچتے رہیو دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ تیار ہوئی رکھی ہے کافروں کے واسطے۔" (البقرہ ۲۳)

"تو پھر کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے اور یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بکثرت اختلاف پاتے۔" (سورۂ نساء ۸۲)

"آپ فرما دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لیے جمع ہو جاویں کہ ایسا قرآن بنا لاویں تب بھی ایسا نہ لاسکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی بن جاوے۔" (الاسراء: ۸۸)

"اگر ہم قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو (اے مخاطب) تو اس کو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا اور ان مضامین عجیبہ کو ہم لوگوں کے (نفع کے) لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں۔" (الحشر: ۲۱)

"اور یہ قرآن اختراع کیا ہوا نہیں ہے کہ غیر اللہ سے صادر ہوا ہو۔ بلکہ یہ تو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے قبل نازل ہو چکی ہیں اور احکام ضروریہ (الٰہیہ) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے اور اس میں کوئی بات شک و شبہ کی نہیں۔ وہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو اختراع کر لیا ہے تو آپ کہہ دیجیے کہ اس کے مثل ایک ہی سورۃ (بنا) لاؤ، اور (اکیلے نہیں) جن جن غیر اللہ کو بلا سکو ان کو (مدد کے لیے) بلا لو، اگر تم سچے ہو۔"